رضی اللہ عنہ

حضرت سلمان فارسی

محمد خالد جذبی

2

حضرت سلمان فارسیؓ

جن کے دل روشن ہوں، وہ حق کی تلاش و جستجو میں سرگرداں رہتے ہیں۔ ان کے پاؤں میں لغزش نہیں آتی، ان کی لگن ماند نہیں پڑتی اور جب ایک ہی دھن من میں سمائی رہے تو سوہنا رب مہربان کیوں نہ ہو۔ ایک صحابی کی زندگی کا یہ تذکرہ آپ کے دل کو منور کر دے گا

محمد خالد جذبی کی زیر ترتیب کتاب "مشاہیر اسلام" سے ایک باب

یہ واقعات ایک ایسے انسان سے وابستہ ہیں جو عرصہ دراز تک حقیقت کی تلاش و جستجو میں اس کے پیچھے بھاگتا اور طویل مدت تک خدا کی یافت کے لئے سرگرداں و پریشاں رہا۔ یہ قصہ حضرت سلمان فارسی کا ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انھیں راضی کرے --- یہ بات ہم انہی پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اپنی ذات سے وابستہ واقعات و حوادث اپنی زبان سے بیان کریں کیونکہ اس معاملے میں ان کا شعور نہایت گہرا اور ان کا بیان زیادہ مبنی بر صداقت ہے۔

☆☆☆

میں اصفہان کی ایک بستی "جیان" کا رہنے والا ایک ایرانی نوجوان تھا۔ میرے والد اس گاؤں کے زمیندار، اس کے باشندوں میں سب سے زیادہ مالدار اور سماجی لحاظ سے سب سے بلند مقام و مرتبہ کے مالک تھے۔ وہ میری پیدائش کے دن سے ہی میرے ساتھ غیر معمولی محبت رکھتے تھے اور ان کی یہ محبت وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہی، اس میں شب و روز ارتقاء و اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ مجھے نقصان پہنچنے کے موہوم خطرات کے پیش نظر انہوں نے لڑکیوں کی طرح میرے گھر سے نکلنے پر سخت پابندی عائد کر دی۔ میں نے اپنے آبائی مذہب مجوسیت کا علم حاصل کرنے اور اس کے احکام و فرائض پر عمل کرنے میں غیر معمولی محنت اور دلچسپی سے کام لیا اور ترقی کر کے آتش کدہ کا مرزبان ہو گیا اور شب و روز اس کے دہکانے اور روشن رکھنے کی ذمہ داری میرے سپرد کر دی گئی۔

میرے والد کے پاس کافی زمین تھی جس سے بڑی مقدار میں غلہ حاصل ہوتا تھا، زمین کا انتظام اور فصلوں کی دیکھ بھال وہ بذات خود کرتے تھے۔ ایک بار کسی مصروفیت کی وجہ سے وہ گاؤں نہیں جا سکے اس لئے مجھ سے کہا کہ بیٹے! تم دیکھ رہے ہو کہ اپنی مصروفیت کے سبب میں کھیت پر نہیں جا سکتا، آج میری جگہ تم وہاں چلے جاؤ اور اس کی نگرانی کرو---

والد صاحب کی ہدایت کے مطابق میں کھیت پر جانے کے ارادے سے گھر سے نکلا۔ راستے میں میرا گزر عیسائیوں کے ایک

گرجا کی طرف سے ہوا۔ اس وقت گرجا میں عبادت ہو رہی تھی۔ ان کی آواز کانوں میں پڑی تو میری توجہ ان کی طرف مبذول ہو گئی۔ چونکہ میرے والد نے مجھ پر گھر سے نکلنے اور لوگوں کے ساتھ ربط و تعلق قائم کرنے پر پابندی لگا رکھی تھی اس لئے میں نصاریٰ اور دیگر اہل مذاہب کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا چنانچہ جب میں نے ان کی آواز سنی تو یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں گرجا میں داخل ہو گیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو ان کی عبادت کا انداز مجھے بہت پسند آیا اور میرے اندر ان کے مذہب سے رغبت پیدا ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا کہ بخدا! ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ پھر میں غروب آفتاب تک ان کے ساتھ رہا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس دین کی اصل کہاں ہے؟--- انہوں نے بتایا کہ اس کی اصل شام میں ہے۔ جب رات کو گھر واپس آیا تو میرے والد مجھ سے ملے اور انہوں نے میری کارگزاریوں کی روداد پوچھی۔ میں نے کہا کہ ابا جان! میرا گزر کچھ لوگوں کی طرف ہوا جو گرجا میں عبادت کر رہے تھے۔ مجھے ان کا طریقہ عبادت بہت پسند آیا اور میں غروب آفتاب تک ان کی صحبت میں رکا رہا۔ میرے اس عمل سے والد صاحب بہت گھبرائے اور انہوں نے کہا کہ بیٹے! اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے۔ تمہارا اور تمہارے آباواجداد کا دین اس سے بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! ان کا دین ہمارے دین سے اچھا ہے۔ میری بات سن کر والد صاحب کو اس بات کا اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں میں اپنے دین سے پھر نہ جاؤں چنانچہ انہوں نے مجھے گھر میں قید کر کے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ ایک دن موقع پا کر میں نے نصاریٰ کے یہاں پیغام بھیجا کہ اگر شام جانے والا کوئی قافلہ تمہارے پاس پہنچے تو مجھے آگاہ کرنا۔ خوش قسمتی سے چند ہی روز کے بعد شام جانے والا قافلہ ان کے پاس پہنچ گیا اور انہوں نے مجھے اس کی اطلاع کر دی۔ میں نے کوشش کر کے اپنے آپ کو بیڑیوں سے آزاد کیا اور چپکے سے ان کے ساتھ شام پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر میں دریافت کیا کہ دین مسیحیت کا سب سے افضل آدمی کون ہے؟--- مجھے بتایا گیا کہ وہ پادری جو گرجا کا متولی و منتظم ہے' اس وقت کا سب سے افضل اور بہتر نصرانی ہے چنانچہ میں نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"میں نصرانیت کی طرف مائل ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس رہوں' آپ کی خدمت کروں۔ آپ سے اس کی تعلیم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ عبادت کروں---"

اس نے میری درخواست قبول کر لی اور مجھے اپنے ساتھ قیام کی اجازت دے دی۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ گرجا میں رہنے اور اس کی خدمت کرنے لگا لیکن چند ہی روز رہنے کے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ اپنے اخلاق و عادات اور اپنی سیرت و کردار کے اعتبار سے وہ کوئی اچھا آدمی نہیں ہے۔ وہ اپنے متبعین کو صدقہ و خیرات کا حکم دیتا اور ثواب کی خوش خبری سناتا' جب خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے لوگ اسے مال دیتے تو وہ سب کچھ اپنے لئے جمع کر لیتا' فقراء و مساکین کو اس میں سے کچھ نہ دیتا۔ یہاں تک کہ دھیرے دھیرے اس کے پاس کافی دولت جمع ہو گئی اور اس کے ہاں سونے سے بھرے ہوئے سات گھڑے اکٹھا ہو گئے۔ اس کا یہ رویہ دیکھ کر مجھے اس سے شدید نفرت ہو گئی۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس کا انتقال ہو گیا اور نصرانی اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے ان کو بتایا کہ یہ بہت برا شخص تھا' تم لوگوں کو صدقہ و خیرات کا حکم دیتا مگر تمہاری دی ہوئی پوری کی پوری رقم اپنی ذات کے لئے جمع کر لیتا تھا' اس میں سے محتاجوں اور ضرورت مندوں کی ایک حبہ نہیں دیتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم کو کیسے معلوم؟--- میں نے کہا کہ میں تم کو اس کا خزانہ دکھاتا ہوں اور میں نے وہ جگہ دکھا دی۔ انہوں نے وہاں سے سات گھڑے نکالے جو سونے چاندی سے بھرے تھے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے کہا۔

"بخدا! ہم اس کو ہرگز دفن نہیں کریں گے۔"

پھر انہوں نے اس کی لاش صلیب پر لٹکا کر اس پر پتھروں کی بارش کر دی۔

اس کے چند روز بعد انہوں نے اس جگہ ایک دوسرے شخص کو مقرر کر دیا اور میں اس کی صحبت میں رہنے لگا۔ میں نے دنیا میں کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ دنیا سے بے نیاز، آخرت کا مشتاق اور عبادت کا پابند ہو۔ میں اس سے غیر معمولی محبت کرنے لگا اور ایک مدت تک اس کی صحبت سے مستفید ہوتا رہا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے عرض کیا۔

"محترم! میرے لئے آپ کی کیا وصیت ہے، آپ مجھے اپنے بعد کس کی صحبت اختیار کرنے کی نصیحت فرماتے ہیں---؟"

"بیٹے! اپنے علم کی حد تک میں صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو اس دین پر قائم ہے جس پر میں تھا۔ وہ فلاں شخص ہے جو موصل میں رہتا ہے، اس نے صحیح دین میں کوئی تحریف نہیں کی ہے اور حق اب صرف اسی کے پاس ہے۔" اس نے جواب دیا۔

جب میرے استاد کا انتقال ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کو اپنی پوری سرگزشت سے آگاہ کر دیا۔ میں نے اسے بتایا کہ فلاں بزرگ نے اپنی موت کے وقت مجھے آپ کی صحبت اختیار کرنے کی وصیت کی تھی، انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ اب صرف آپ ہی اس دین پر قائم ہیں جس پر وہ خود تھے۔ میری بات سن کر انہوں نے مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت دے دی اور میں رہاں رہنے لگا۔ میں نے ان کو بہترین حالت پر پایا لیکن بدقسمتی سے میں زیادہ دنوں تک ان کی صحبت سے استفادہ نہ کر سکا، ان کی موت کا پروانہ بہت جلد آگیا۔ جب ان کے انتقال کی گھڑی قریب آگئی تو میں نے عرض کیا۔

"محترم! آپ کا وقت موعود آگیا ہے اور آپ میرے مسئلے سے بخوبی واقف ہیں۔ اب آپ کی طرف سے میرے



لئے کیا وصیت ہے، مجھے کس کے پاس جانے کی ہدایت فرماتے ہیں؟"
میری بات سن کر انہوں نے فرمایا۔ "بیٹے! بخدا مجھے نہیں معلوم کہ "نصیبین" کے فلاں شخص کے سوا کوئی دوسرا آدمی اس دین پر باقی ہے۔ جس پر ہم لوگ ہیں۔ بس تم وہیں جاؤ اور اسی کی صحبت اختیار کرو۔"
اس بزرگ کی تجہیز و تکفین کے بعد میں نصیبین والے بزرگ کی خدمت حاضر ہوا اور انہیں اپنے حالات اور اپنے مرشد کی ہدایت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر رضامندی ظاہر کی اور میں ان کے پاس مقیم ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اسی حق پر قائم ہیں۔ جس پر پہلے دونوں بزرگ تھے لیکن مجھے ان کی صحبت میں رہتے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ان کا وقت بھی پورا ہو گیا۔ جب ان کی موت کا وقت قریب آگیا تو میں نے ان سے کہا۔
"آپ کو میرے بارے میں سب کچھ معلوم ہے، آپ جانتے ہیں کہ میرا مقصد کیا ہے۔ جس کے لئے میں در در کی خاک چھانتا پھر رہا ہوں۔ اب اپنے بعد آپ مجھے کس کے پاس جانے کی ہدایت فرما رہے ہیں؟"
انہوں نے جواب دیا۔ "بیٹے! میری معلومات کی حد تک اب روئے زمین پر صرف ایک شخص رہ گیا ہے۔ جو اس دین حق پر قائم ہے۔ وہ فلاں شخص ہے۔ جو "عموریہ" میں رہتا ہے، میرے بعد تم اسی کے پاس جانا۔"
میں ان کی ہدایت کے مطابق "عموریہ" پہنچا۔ تمام حالات و واقعات سے انہیں باخبر کیا اور بزرگ کی وصیت کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خدمت میں قیام کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میں ان کے ساتھ رہنے لگا۔ بخدا، وہ مذکورہ بزرگوں کے طریقے پر قائم تھے۔ میں ان کی صحبت سے مستفیض ہونے لگا۔ ان کے یہاں رہتے ہوئے میں نے کچھ گائیں اور بکریاں پال لیں۔۔۔جب ان کی موت کا وقت آپہنچا تو میں نے ان سے کہا۔
"آپ میرے معاملے سے اچھی طرح واقف ہیں۔ میرے بارے میں کس کو وصیت کر رہے ہیں اور مجھے کیا حکم دے رہے ہیں؟"
انہوں نے جواب دیا۔ "بیٹے! بخدا، میرے علم کی حد تک روئے زمین پر اب ایسا کوئی شخص نہیں بچا ہے۔ جو اس دین پر قائم ہو۔ جس پر ہم تھے لیکن وہ وقت آگیا ہے۔ جب سرزمین عرب میں ایک نبی دین ابراہیمی کے ساتھ مبعوث ہو گا۔ پھر وہ اپنے وطن سے کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا جو حرتین (سیاہ کنکریوں والی سرزمین) کے درمیان واقع ہے۔ اس کی چند واضح نشانیاں ہیں۔ وہ ہدیہ قبول کرے گا، صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔۔۔ اگر ہو سکے تو تم اسی علاقے میں چلے جاؤ۔"
ان کے انتقال کے بعد کچھ دنوں تک میں عموریہ میں مقیم رہا۔ ایک دن ادھر سے کچھ عرب تاجروں کا گزر ہوا جو قبیلہ بنی کلب سے تعلق رکھتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اپنے ساتھ عرب لیتے چلو تو میں تمہیں اپنی ساری گائیں اور بکریاں دے دوں گا۔ وہ تیار ہو گئے اور میں نے اپنے جانور ان کے حوالے کر دیئے۔ جب قافلہ مدینہ اور شام کے درمیان واقع ایک مقام "وادی القریٰ" پر پہنچا تو انہوں نے میرے ساتھ غداری کی اور مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اب میں غلام کی حیثیت سے اس کی خدمت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد بنو قریظہ کا ایک یہودی اس کے یہاں آیا اور مجھے خرید کر اپنے ساتھ "یثرب" لے گیا۔ میں نے وہاں کھجوروں کے پیڑ دیکھے جن کا ذکر عموریہ والے بزرگ نے کیا تھا۔ اس کی بیان کردہ علامتوں کی مدد سے میں نے مدینہ کو پہچان لیا۔ اب میں اپنے نئے یہودی آقا کے ساتھ مدینہ میں رہنے لگا۔ اس وقت تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ ہی میں تھے اور اپنی قوم میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ اس دوران اپنی غلامی کی مصروفیات اور عدیم الفرصتی کے سبب ان کے متعلق کچھ معلومات نہیں حاصل کر سکا۔ پھر آپ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آگئے۔ اک روز میں اپنے آقا کے باغ میں ایک کھجور پر چڑھا ہو کچھ کام

کر رہا تھا' میرا آقا اسی درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اتنے میں اس کے قبیلے کا کوئی شخص آیا اور کہنے لگا۔

"اللہ تعالیٰ بنو قیلہ (اوس و خزرج کے قبیلے) کو ہلاک کرے' وہ سب قبا میں ایک شخص کے گرد جمع ہیں جو آج ہی مکہ سے ان کے یہاں پہنچا ہے اور خود کو نبی بتا رہا ہے۔"

یہ سنتے ہی مجھ پر بخار کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور میرا پورا جسم کانپنے لگا' مجھے ایسا لگا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا۔ میں جلدی جلدی درخت سے اترا اور اس آدمی سے پوچھنے لگا۔

"ابھی تم کیا کہہ رہے تھے' ذرا وہ بات مجھے دوبارہ بتاؤ---"

اس پر میرا آقا غضب ناک ہو گیا اور اس نے مجھے ایک گھونسہ مار کر کہا۔ "تمہیں اس سے کیا مطلب؟--- چلو' جا کر اپنا کام کرو۔"

شام کو کچھ کھجوریں ساتھ لے کر جو میں نے جمع کر رکھی تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا اور ان کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک نیک آدمی ہیں اور آپؐ کے کچھ غریب الوطن اور ضرورت مند ساتھی ہیں۔ یہ صدقے کی تھوڑی سی کھجوریں ہیں' میرے خیال میں آپ لوگ اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔"

"آپؐ نے اپنے ساتھیوں سے کہا' کھاؤ' مگر خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ پہلی علامت ہے--- اس کے بعد میں واپس چلا آیا اور پھر کھجوریں پس انداز کرتا رہا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینے آئے تو میں نے دوبارہ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔

"اس روز میں نے دیکھا کہ آپؐ نے صدقے کی کھجوریں نہیں کھائیں اس لئے آج یہ تھوڑی سی کھجوریں ہدیتہً خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔"

آپؐ نے ان کھجوروں میں سے خود بھی کھایا اور اپنے ساتھیوں کو بھی شریک کیا۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری نشانی ہے۔

تیسری بار جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بقیع میں تشریف فرما تھے' وہاں آپ اپنے کسی صحابی کی تدفین میں شریک تھے۔ میں نے آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس وقت آپؐ کے جسم پر دو چادریں تھیں۔ میں نے قریب پہنچ کر سلام کیا اور گھوم کر پشت کی جانب آ گیا کہ شاید میں وہ خاتم نبوت دیکھ سکوں جس کو عموریہ میں میرے مرشد نے بتایا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی پشت مبارک کی طرف نظر اٹھائے ہوئے دیکھا تو میرا مقصد سمجھ گئے اور پشت پر سے چادر سرکا دی۔ میں نے خاتم نبوت کو دیکھا' اسے پہچانا اور جھک کر اسے بے ساختہ چومنے لگا۔ اس وقت میری آنکھوں سے مسرت کے آنسو جاری تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟--- میں نے اپنی پوری سرگزشت بیان کر دی جس کو سن کر آپؐ مسرور ہوئے اور اس بات سے خوش ہوئے کہ آپؐ کے اصحاب نے میری زبان سے میری تلاش حق کی داستان سن لی۔ ان لوگوں نے بھی اس پر انتہائی حیرت و استعجاب کا اظہار کیا اور بے حد مسرور ہوئے۔

★★★

سلام ہو سلمانؓ فارسی پر جو تلاش حق کی راہ میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام ہو ان پر جو حق سے آگاہ ہوئے۔

OO